قازقستان : منگول عہد میں

۱۲۱۸ء میں سمرچیا پر چنگیز خان کی سربراہی میں منگول حملہ آوروں نے قبضہ کر لیا اور اسے ایران، افغانستان، ماوراء النہر اور خوارزم پر حکمرانی کرنے والے خوارزم شاہ کے خلاف حملوں کے لیے بطور راڈہ (Launching base) استعمال کرتے رہے۔ خوارزم شاہ کی شکست کے بعد منگول حملہ آور آگے بڑھ گئے اور قازقستان میں واقع سیر دریا اور سمرچیا کے علاقوں میں ایک ماتحت انتظامیہ چھوڑ گئے۔ منگول یلغار کے نتیجے میں نہ صرف سیر دریا کے علاقے کے شہر اور تجارتی مراکز - سورام (sauran) اُترار اور سیگناک (sygnak) تباہ و برباد کر دیے گئے بلکہ قازقوں کی متحدہ قومیت کا تصور بھی بری طرح مجروح کر دیا گیا۔ منگولوں کی یلغار سے قبل قازق ترک قبائل مشترکہ قومیت کے لیے درکار تمام ضروری شرائط پوری کر رہے تھے۔ ان کی زبان ایک تھی۔ ان کا اقتصادی اور معاشی نظام ایک تھا اور ان کا طرز زندگی اور تہذیبی رویے یکسانگی کے حامل تھے[۲۰]۔ مزید یہ کہ وہ ایک متحدہ مذہب -اسلام- کو قبول کر چکے تھے[۲۱] منگول تسلط نے قازق تہذیب، زبان اور ان کے سماجی رویوں پر انتہائی ناخوشگوار اثرات مرتب کیے۔ قازق زبان میں منگول زبان کے الفاظ در آئے اور قازقوں کا قبائلی نظام منگولوں کے قبائلی نظام (اولوس) کے زیر اثر آ گیا۔ منگول تسلط کے ابتدائی ادوار میں اسلامی شریعت کی بجائے منگولوں کا روایتی قانون نافذ کیا گیا جو قبائلی رسم و رواج اور (مسلم رعایا کا لحاظ کرتے ہوئے) بعض اسلامی روایات پر مشتمل تھا[۲۲]۔

چنگیز کی موت کے بعد موجودہ قازقستان کے علاقے اس کے دو بیٹوں جوچی خان اور چغتائی خان کے حصے میں آئے۔ جوچی خان چونکہ اپنے باپ چنگیز خان سے قبل مر چکا تھا اس لیے اس کا ورثہ اس کے بیٹے باتو خان کو ملا۔ باتو خان نے مشرق میں دریائے ارتیش سے مغرب میں یورپی روس تک کے علاقوں میں اپنی سلطنت قائم کی جبکہ چغتائی خان کے حصے میں قازقستان کا علاقہ سمرچیا، موجودہ چینی ترکستان اور ماوراء النہر کے علاقے آئے۔ اگرچہ باتو خان کی سلطنت میں (تیرہویں صدی عیسوی کے نصف اول میں) مغرب کی طرف مسلسل توسیع ہوتی رہی تاہم اس کا دارالحکومت حسب سابق دشت قپچاق (دشت قازقستان) کے عین قلب میں واقع سرائے کا شہر رہا[۲۳]۔ باتو خان کی اس سلطنت کو لشکر زریں (آلتون اردو) کی سلطنت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ لشکر زریں کی اس سلطنت کی رعایا ترکوں پر مشتمل تھی چنانچہ ''ترک زبان نے جلد ہی منگول زبان کی جگہ لے لی اور اسلام سلطنت کا غالب مذہب بن

گیا''۔ لشکر زریں کی سلطنت کی وسعت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے اندر بعض نیم خود مختار سلطنتیں بھی ظہور پذیر ہوئیں۔ باتو خان کے بڑے بھائی اوردہ خان کے تشکیل کردہ لشکر سفید (آق اردو) نے چودھویں صدی عیسوی کے ربع اول میں قازقستان کے سیر دریا کے علاقے میں ایک نیم خود مختار خانیت کی بنیاد رکھی جو خانیت لشکر سفید کے نام سے مشہور ہوئی[۲۴]۔ ۱۳۶۴ء میں لشکر سفید کی اس نیم خود مختار خانیت نے نہ صرف لشکر زریں کی مرکزی سلطنت سے مکمل خود مختاری حاصل کر لی تھی بلکہ اسی لشکر سفید کے دیگر جانشینوں نے ۱۳۷۶ء میں لشکر زریں کی مرکزی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ لشکر زریں کا فرمانروا تقتمش (یا تختمش) لشکر سفید سے تعلق رکھنے والا وہ حکمران ہے جس نے نہ صرف لشکر زریں کی مرکزی حکومت پر حکمرانی کی بلکہ لشکر سفید اور لشکر زریں کو از سر نو متحد اور یکجا کر دیا تھا۔

موجودہ قازقستان کا جو حصہ چنگیز خان کے دوسرے بیٹے چغتائی خان کو ملا تھا اس میں لشکر چغتائی کی حکمرانی قائم ہو گئی۔ متحدہ چغتائی سلطنت[۲۵] کے آخری حکمران ترمہ شیریں (دور اقتدار : ۱۳۲۶ء - ۱۳۳۴ء) نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے ساتھ اپنے خاندان کو اور رفتہ رفتہ ''سارے علاقے کو حلقہ اسلام میں داخل کر لیا تھا''[۲۶]۔ چودھویں صدی میں ایک طرف سمرچیا اور مشرقی علاقوں پر چغتائی خانوادہ کے ترمہ شیریں کی حکمرانی تھی اور دوسری طرف سیر دریا اور مغرب میں دشتِ قازقستان پر لشکر سفید اور لشکر زریں کے متحدہ فرمانروا تختمش کی حکمرانی تھی۔ یہ دور زرعی ترقی، جنوبی قازقستان میں تجارتی مراکز کی از سر نو تعمیر اور ملک میں ایک مستحکم اور متحدہ اقتصادی نظام کی تشکیل کا دور تھا۔ رعایا اور حکمرانوں میں مذہبی ہم آہنگی بہت پہلے ہی پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس دور میں ایک بار پھر ان تمام عناصر کی حوصلہ افزائی ہوئی جو کسی قوم کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر تیمور لنگ چودھویں صدی کی آٹھویں اور نویں دہائیوں میں قازقستان کے سٹیپ کے علاقوں پر حملے نہ کرتا تو شاید چودھویں صدی کے اختتام تک قازق ایک متحدہ مسلمان قومیت کے طور پر منظم ہو چکے ہوتے۔ قازق علاقوں میں قائم لشکر زریں کی سلطنت کو اس کے باجگزار روسی شہزادوں کی اتحادی افواج نے کولیکوو (Kulikovo) کے مقام پر مغلوب کیا[۲۷]۔ اس کے پندرہ سال بعد ۱۳۹۵ء میں تیمور (لنگ) نے لشکر زریں اور لشکر سفید کے متحدہ فرمانروا تختمش کو سرائے برکے (Sarai Barke) کے مقام پر شکست سے دوچار کیا۔ روسی شہزادوں اور تیمور کے ہاتھوں ان شکستوں کے نتیجے میں وسطی ایشیا میں منگول سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ لشکر زریں اور لشکر سفید دونوں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئیں اور ان کے زیر کنٹرول وسطی ایشیا و قازقستان کے

علاقوں میں انہی کے پسماندگان پر مشتمل قبائل کی نئی اتحادی ریاستوں کا ظہور ہوا[۲۸]۔ ایک طرف تو قپچاق (لشکر زریں) کے ترک قبائل پر مشتمل نوغائی (یا نوگوئی) لشکر کا ظہور ہوا۔ جس کی سلطنت دشتِ قپچاق میں واقع دریائے یورال اور دریائے امبا (Emba) کے درمیانی علاقے پر مشتمل تھی، اور جو سولہویں صدی تک دریائے یورال سے زیریں دریائے وولگا تک کے وسیع و عریض علاقوں پر قابض ہو گئی تھی[۲۹]۔ دوسری طرف سابقہ لشکر زریں کی رعایا پر مشتمل قبائل کا اتحاد "ازبیگ" کے نام سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ دونوں قبائلی اتحاد جوچی خاندان کے شہزدوں کے ناموں سے موسوم تھے۔ ازبیگ[۳۰] (موجودہ ازبک) لشکر زریں اور لشکر سفید کے زوال کے بعد پندرہویں صدی عیسوی میں نقل وطن کر کے ماوراء النہر کے علاقے میں آباد ہو گئے[۳۱]، جہاں انہوں نے قازقستان کے سٹیپ میں سیر دریا کے سرچشمے سے بحیرہ ارال تک اور شمال میں دریائے ارتمش تک کے علاقوں میں (۱۴۲۰ء میں) اپنی مملکت قائم کر لی۔ اسی زمانے میں لشکر زریں کے ان ترک قبائل کے لئے لفظ ازبک استعمال ہونے لگا جو دشت قپچاق کے شمالی علاقوں سے موجودہ قازقستان اور ازبکستان کی طرف ہجرت کر کے آئے تھے[۳۲]۔ ازبکوں کی اس علاقے میں آمد سے قبل یہاں چنگیز خان کے دوسرے بیٹے چغتائی خان کے جانشین برسر اقتدار تھے۔ ازبکوں نے علاقے میں اپنی سلطنت قائم کرنے سے قبل بتدریج چغتائیوں کے قوت واقتدار کو ختم کر لیا تھا[۳۳]۔

اگرچہ اس (قازق - ازبک متحدہ) سلطنت کے ابتدائی ادوار کے حالات پر تاریخ سے خاطر خواہ روشنی نہیں پڑتی تاہم بعض مغربی مآخذ میں اس سلطنت کے پہلے حکمران کو برک خان (یا برق خان) بتایا گیا ہے[۳۴]۔ برک خان کے دور حکمرانی میں اس کی تمام رعایا کو ازبک کہا جاتا تھا اور اس کے ایام حکمرانی میں ازبک اور قازق میں کوئی تفریق نہیں تھی۔ (ہمارے خیال میں) اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ برک خان کا تعلق لشکر سفید کے اوردہ خانوادے سے تھا[۳۵]۔ باتو خانوادہ کا لشکر زریں اور اوردہ خانوادے کا لشکر سفید جوچی خان کی سلطنت کے اصل وارث سمجھے جاتے تھے۔ خود خان ازبک (ازبیگ) کا تعلق باتو خانوادے سے تھا جس سے تعلق کی بنا پر اس نئی سلطنت کے بانی ازبک کے نام سے مشہور ہوئے۔ برک خان کی سربراہی میں علاقے میں ازبکوں کی سلطنت کے قیام کے وقت ماوراء النہر پر امیر تیمور کے پوتے الغ بیگ کی حکمرانی تھی۔ الغ بیگ اور برک خان کے مابین تعلقات جلد ہی کشیدہ ہو گئے تھے۔ برک خان کی وفات کے بعد الغ بیگ کی (خفیہ) مداخلت سے نو مولود ازبک سلطنت کی حکمرانی جوچی خانوادہ کے شیبانیوں (باتو کے سب سے چھوٹے بھائی شیبان کی اولاد) میں منتقل ہو گئی۔ خان ابوالخیر (دور